روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
بدھ 8 مئی 2013ء 27 جمادی الثانی 1434 ہجری 8 ہجرت 1392 ھش جلد 63-98 نمبر 104

دو قابل رشک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
دو شخص قابل رشک ہیں ایک وہ جس کو اللہ نے قرآن کریم کی نعمت عطا فرمائی ہو اور وہ رات کے اوقات میں اس کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے (اس کی تلاوت کرتا ہے) اور دوسرا وہ جس کو اللہ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہو اور وہ اس میں سے رات دن صدقہ وخیرات کرتا ہے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب اغتباط صاحب القرآن حدیث نمبر 4637)

اخلاق عالیہ رفقاء حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

’’جلسہ سالانہ 1913ء کے چند ہی دن بعد حضرت خلیفۃ المسیح بیمار ہو گئے اور آپ کی علالت روز بروز بڑھنے لگی۔ مگر ان بیماری کے دنوں میں بھی آپ تعلیم کا کام کرتے رہے۔ مولوی محمد علی صاحب قرآن شریف کے بعض مقامات کے متعلق آپ سے سوال کرتے اور آپ جواب لکھواتے اور کچھ اور لوگوں کو بھی پڑھاتے۔ ایک دن اسی طرح پڑھا رہے تھے۔ مسند احمد کا سبق تھا۔ آپ نے پڑھاتے پڑھاتے فرمایا کہ مسند احمد حدیث کی نہایت معتبر کتاب ہے۔ بخاری کا درجہ رکھتی ہے مگر افسوس ہے کہ اس میں بعض غیر معتبر روایات امام احمد بن حنبل کے ایک شاگرد اور ان کے بیٹے کی طرف سے شامل ہو گئی ہیں جو اس پایہ کی نہیں ہیں۔ میرا دل چاہتا تھا کہ اصل کتاب کو الگ کر لیا جاتا مگر افسوس کہ یہ کام میرے وقت میں نہیں ہوا اب شاید میاں کے وقت میں ہو جائے۔ اتنے میں مولوی سید سرور شاہ صاحب آ گئے۔ آپ نے ان کے سامنے یہ بات دوہرائی کہ ہمارے وقت میں تو یہ کام نہ ہو سکا۔ آپ میاں کے وقت میں اس کو پورا کریں۔ یہ بات وفات سے دو ماہ پہلے فرمائی‘‘۔

(آئینہ صداقت۔ انوار العلوم جلد 6 ص 229)

چنانچہ مسند احمد بن حنبل کی تدوین کا کچھ کام خلافت ثانیہ میں ہوا۔

حضور کی تمنا تھی کہ احباب کرام خود بھی قرآنی معارف کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔ چنانچہ آپ نے صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے سوال پر فرمایا کہ خود غور کر کے جواب تلاش کرو۔

حضور کی وفات پر مشاہیر نے آپ کو شاندار خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ کے درس قرآن کا خصوصی تذکرہ کیا۔

منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار (لاہور) نے لکھا۔ آپ نے متعدد کتابیں (دین) کی تائید میں لکھیں اور متانت کے ساتھ معترضوں کو دندان شکن جواب دیئے اور بعض تصانیف میں بڑی تحقیق و تدقیق کا ثبوت بہم پہنچایا۔ سب سے زیادہ شہرت و عزت اپنی جماعت میں آپ کو قرآن شریف کے (حقائق) و معارف کی تشریح کے باعث حاصل ہوئی۔ جس میں آپ علوم جدیدہ و تازہ تحقیقات فلسفیہ پر نظر رکھتے تھے اور (دین) کو فطرت کے مطابق ثابت کرتے تھے۔

(الفضل 18 مارچ 1914ء ص 2 کالم 3)

مولانا ابوالکلام صاحب آزاد ایڈیٹر الہلال (کلکتہ) نے لکھا حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم قادیانی وہ علامہ دہر تھے جن کی ساری عمر قرآن شریف کے پڑھنے اور پڑھانے میں گزری، ہر مذہب و ملت کے خلاف (دین) کا رد آپ نے آیات قرآن سے کیا۔ آپ کے پاس علم تفسیر کا بہت بڑا ذخیرہ تھا‘‘۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 523)

حضور انور کے خطبات جمعہ

(امریکہ و کینیڈا کی سرزمین سے)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدا تعالیٰ کے فضل سے امریکہ اور کینیڈا کے دورہ پر ہیں۔ اس دوران حضور انور کے خطبات جمعہ مورخہ 10، 17 اور 24 مئی درج ذیل پاکستانی وقت کے مطابق ایم ٹی اے پر براہ راست نشر ہوں گے۔ احباب ان سے استفادہ فرمائیں۔

11 اور 18 مئی 2013ء
1:30 am بجے رات

25 مئی 2013ء
12:30 am بجے رات

(نظارت اشاعت ایم ٹی اے پاکستان)

ہر ایک سے رابطہ رہے

حضرت مسیح موعود کا ایک الہام ہے کہ
’’یُنَادِی مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ‘‘
ایک آسمان سے آیا ہوا پکارنے والا پکار رہا ہے۔

(الہام 12 دسمبر 1902ء)

حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا:
’’میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے‘‘۔

(سیرت حضرت مسیح موعود از مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ص 42)

(بسلسلہ فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء
مرسلہ: نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ)

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوال و جواب کی شکل میں

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013)

خطبہ جمعہ

29 مارچ 2013ء

س: سیدنا حضور انور نے 29 مارچ 2013ء کو خطبہ جمعہ کہاں ارشاد فرمایا؟

ج: بیت الرحمٰن کے افتتاح کے موقع پر ویلنسیا (valencia) سپین میں ارشاد فرمایا۔

س: بیت الرحمٰن، بیت بشارت سپین کے کتنے سال بعد جماعت کو تعمیر کرنے کی توفیق ملی؟

ج: 30 سال بعد۔

س: ویلنسیا میں احباب جماعت کی کتنی تعداد ہے؟

ج: تقریباً 130۔

س: سپین میں مسلمانوں کے زوال کے کتنے عرصہ بعد پہلی بیت الذکر تعمیر کرنے کی توفیق ملی؟

ج: 700 سال بعد جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی اور بیت بشارت کی تعمیر ہوئی۔

س: سپین میں اس وقت مسلمانوں کی کتنی تعداد ہے۔ اور زیادہ تر تعداد کن علاقوں سے سپین میں آئی ہے؟

ج: تقریباً ایک ملین (دس لاکھ) ہے۔ اور زیادہ تر کا تعلق نارتھ افریقہ، مراکو، الجزیرہ وغیرہ سے ہے۔

س: 2030ء تک سپین میں مسلمانوں کی تعداد اندازاً کتنی ہوگی؟

ج: 2 ملین (بیس لاکھ)

س: 30 سال پہلے مسلمانوں کی سپین میں کیا تعداد تھی؟

ج: 5 ہزار

س: سپین کی تاریخ میں ویلنسیا کی کیا اہمیت ہے اور حضور انور نے یہاں بیت الذکر کی تعمیر کو کیوں ترجیح دی؟

ج: سپین میں زوال کے بعد ویلنسیا کے مسلمانوں نے اپنے اسلام کو کافی عرصہ تک عیسائیت سے بچا کر رکھا۔ جب سپین میں ظالم بادشاہ اور ملکہ نے مسلمانوں کو زبردستی عیسائی بنانا شروع کیا اس زمانہ میں بھی یہاں کے مسلمانوں نے باوجود بدسلوکی کے عربی زبان اور اسلامی رسم و رواج کو قائم رکھا اور اپنی عبادات بجالاتے رہے۔ اور آج انہی میں سے ہزاروں کی تعداد میں دوبارہ مسلمان ہوئے ہیں۔

س: سپین میں موجود تمام مسلمانوں کو احمدیت کا پیغام سپینش احمدی بہت تھوڑی تعداد میں ہونے کے باوجود کیسے پہنچا سکتے ہیں؟

ج: اگر ایک عزم اور ہمت سے کوشش ہو تو پہنچا سکتے ہیں۔

س: محل وقوع کے حوالہ سے بیت بشارت کی حضور انور نے کیا خصوصیت بیان فرمائی؟

ج: عین موٹروے پر واقع ہے۔

س: سپین میں احمدیوں کی تعداد بڑھانے کے حوالہ سے حضور انور نے مقامی احمدیوں کو کیا لائحہ عمل دیا ہے؟

ج: عزم اور ہمت سے کوشش ہو، پلاننگ ہو، لٹریچر کے ذریعہ جماعت کا تعارف وسیع کیا جائے۔ ہر سطح کے عہدیداران اور ہر تنظیم کے عہدیداران خود اپنے ٹارگٹ مقرر کرکے پھر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

س: مسلمانوں پر ہونے والے ظلم کا بدلہ ہم نے کس طرح لینا ہے؟

ج: پہلے خود دین حق کی خوبصورت تعلیم کو اختیار کرو اور پھر اس خوبصورت تعلیم سے دوسروں کے دل جیتو اور جن دلوں سے زبردستی یا خوف سے لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ ...... کی محبت نکال دی گئی تھی ان کے دلوں میں خدائے واحد اور محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت پیدا کرو۔

س: حضور انور نے یہاں (سپین) کے مسلمانوں کے زوال کے کیا اسباب بیان فرمائے؟

ج: یہاں کے مسلمانوں کے زوال کا سبب مسلمانوں کی اپنی لالچوں اور سازشوں کی وجہ سے ہے۔ (اس وقت) جو نام کی خلافت تھی اس میں وفا نہیں تھی۔ نہ خلیفہ یا بادشاہ نے اپنی ذمہ داری کا حق ادا کیا نہ ہی اس کے خواص اور امراء نے حق ادا کیا۔

س: سپین کے مسلمانوں پر کیا کیا ظلم ہوئے؟

ج: مختلف ظلموں کے بعد بالغوں کو ملک بدر کر دیا گیا، بچوں کو عیسائیوں کے سپرد کر دیا گیا جنہیں نوکروں اور غلاموں کی طرح رکھا گیا۔ اور انہیں خدائے واحد کی عبادت سے روک کر تثلیث کو ماننے پر مجبور کیا گیا، اور مسلمانوں کی نسل کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔

س: ہمیں یہاں (سپین) کے ہر شہری سے محبت کیوں ہے اور ان کے لئے ہم کیا پسند کرتے ہیں؟

ج: ہمیں سپین کے ہر شہری سے محبت اس وجہ سے ہے کہ ہمیں انسانیت سے محبت ہے اور انسانیت سے محبت کی وجہ سے ان لوگوں کے لئے وہی پسند کرتے ہیں جو ہم اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔

س: مسیح موعود کے ماننے والوں کا کیا کام ہے؟

ج: مسیح موعود ان کے ماننے والوں کا کام ہے کہ دین کی کھوئی ہوئی ساکھ کو دوبارہ اس علاقے میں قائم اور دنیا کو توحید کی حقیقت سے روشناس کرایا جائے۔

س: حضور انور نے بیت الرحمٰن کے افتتاح کے موقع پر کون کون سی دعائیں کیں؟

ج: اے سمیع اور علیم خدا ہماری دعائیں سن لے ہمیں اپنے فرائض نبھانے کی توفیق عطا فرمایہ (بیت) جو تیرے گھر کے تتبع میں بنائی گئی ہے اس کو ان مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنا جو تیرے گھر بنانے کے مقاصد ہیں تو علیم ہے تو ہماری کمزوریوں اور نااہلیوں کو بھی جانتا ہے پس ہماری دعائیں سنتے ہوئے ہماری نااہلیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے ہمیں بیت کی تعمیر کے مقاصد کو پورا کرنے والا بنا۔

س: بیت کی تعمیر کی اصل روح کیا بیان فرمائی؟

ج: بیت کی تعمیر کی حقیقی روح اس کو آباد کرنا ہے۔

س: قرطبہ کی عظیم بیت آجکل کس حال میں ہے؟

ج: بدقسمتی سے یہ بیت آجکل گرجا میں تبدیل ہوچکی ہے۔

س: بیت کی اصل روح کو قائم رکھنے کیلئے ہمیں خداتعالیٰ کے حضور کیا دعا کرنی چاہئے؟

ج: ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرنی ہوگی کہ اے اللہ بیت کی روح کو قائم کرنے والے ہمیشہ پیدا فرما تا کہ توحید کے نعرے یہاں سے بلند ہوں خدا کی نظر میں ہماری قربانی قبول ہو

س: قربانی کب قبول ہوتی ہے؟

ج: قربانی تب قبول ہوگی جب حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے لوگ ہماری نسلوں میں پیدا ہوتے رہیں گے اور عبادت کرنے والے پیدا ہوتے رہیں گے۔

س: عبادت کے متعلق اللہ تعالیٰ کے حضور کیا دعا ہوتی ہے؟

ج: ہم یہ دعا کریں کہ اے اللہ تو نے عبادت کا حکم دیا ہے اور وہ طریق سکھا و اَرِنَـا مَـنَا سِکَنَا ہمیں عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا۔

س: کس عہد کے متعلق فرمایا کہ اس کی روح کو نسلوں میں پھونکنے کی ضرورت ہے؟

ج: ہم ہر قربانی کے لئے تیار رہیں گے۔ اس عہد کی روح کو نسلوں میں پھونکنے کی ضرورت ہے تا کہ دین کی اشاعت کے لئے قربانیاں کرنے والے گروہ پیدا ہوتے رہیں۔

س: آجکل کس قربانی کی زیادہ ضرورت ہے؟

ج: قربانیوں کی نوعیت حالات کے مطابق بدل جاتی ہے۔ آج کی قربانیاں دعوت الی اللہ کے ذریعہ ہیں۔ اشاعت لٹریچر کیلئے مالی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ بیوت کی تعمیر کے لئے مالی قربانیوں کی ضرورت ہے۔

س: حضرت ابراہیمؑ کی دعا و اَرِنَـامَنَا سِکَنَا کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں محفوظ کر کے ہمیں کیا اصولی ہدایت دی؟

ج: یہ اصولی ہدایت دی ہے کہ قربانیاں حالات کے مطابق دینی ہیں۔

س: حضرت ابراہیمؑ کی دعا میں کس چیز پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے

ج: اس دعا میں اپنے لئے اور اپنی نسلوں کے لئے ہر قسم کی کمزوریوں کو دور کرنے اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشش پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

س: وہ کون سا عمل ہے جس کے بجالانے سے اللہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور درجات کو بلند کرتا ہے؟

ج: جی نہ چاہتے ہوئے بھی کامل وضو اور بیت کی طرف زیادہ چل کر جانا نیز ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

س: وہ کون سا جہاد ہے جس کی ہمیں آج سب سے زیادہ ضرورت ہے اور جو ہمیں معاشرے کی برائیوں سے بچا کر خدا کے حضور حاضر کرنے والا بنائے گا؟

ج: نفس کا جہاد۔

س: بیت الرحمٰن کا مسقّف حصہ کتنا ہے؟

ج: 1350 مربع فٹ۔

س: بیت الرحمٰن کی تعمیر پر کتنا خرچ آیا؟

ج: تقریباً 1.2 ملین یورو خرچ ہوئے ہیں۔

س: بیت الرحمٰن کی عمارت کی کیا تفصیل بیان فرمائی؟

ج: 2 ہال ہیں، دفاتر ہیں، ایک لائبریری ہے کچن ہے، عمارت کو ائرکنڈیشنڈ کیا گیا ہے۔

س: ایک مقامی اخبار نے اس بیت کی تعمیر مکمل ہونے پر کیا خبر شائع کی؟

ج: اخبار نے لکھا کہ صوبہ کی سب سے بڑی عبادت گاہ ایک حقیقت کا روپ دھار چکی ہے۔

س: اس بیت کی تعمیر میں کس نے نمایاں خدمات انجام دیں اور وہ نمایاں خدمات کیا تھیں؟

ج: مکرم اعجاز احمد صاحب نے بڑی محنت سے اس میں بہت سارے کام کروائے ہیں بڑی تفصیل سے ہر ایک چیز کا جائزہ لیا جہاں جہاں زائد خرچ تھے وہاں کمیاں کیں لیکن معیار پر کمپرومائز نہیں کیا کسی چیز میں کمی نہیں آنے دی۔ حضور انور نے خطبہ کے آخر پر ان کی صحت یابی کیلئے دعا کی تحریک بھی کی۔

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

محترم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب

وکیل التعلیم تحریک جدید کا ذکرِ خیر

اقتباسات از خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22 مارچ 2013ء بمطابق 22 / امان 1392 ہجری شمسی بمقام بیت الفتوح لندن

اس وقت مَیں ایک افسوسناک خبر بھی بتانا چاہتا ہوں جو مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب کی وفات کی ہے، جو تحریکِ جدید میں آج کل وکیل التعلیم تھے اور پرانے دیرینہ خادمِ سلسلہ تھے۔ 16 / مارچ کو 79 سال کی عمر میں اُن کی وفات ہوئی ہے۔ آپ 21 جون 1934ء میں مکرم صوفی غلام محمد صاحب کے گھر میں پیدا ہوئے، جو (رفیق) تھے۔ آپ کے دادا بھی (رفیق) تھے۔ آپ کے دادا حضرت مسیح موعود کے 313 (رفقاء) میں سے تھے اور 5 جون 1895ء میں اُن کی بیعت تھی۔ تقسیمِ ہند کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر قادیان چلے گئے تھے، درویشان قادیان میں شامل ہو گئے تھے، قادیان میں ہی اُن کی وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں ہی دفن ہوئے۔ مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب کے والد صوفی غلام محمد صاحب کو بھی حضرت مسیح موعود کی زیارت کا شرف حاصل تھا۔ اور مکرم صوفی صاحب کو بھی واقفِ زندگی کے طور پر مختلف حیثیتوں سے سلسلہ کی بھرپور خدمت کی توفیق ملی۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور استاد بھی رہے، سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس تحریکِ جدید رہے۔ ناظر مال خرچ بھی رہے۔ ناظرِ اعلیٰ ثانی صدر انجمن احمدیہ بھی رہے۔ غرض مختلف عہدوں پر ان کو خدمت کی توفیق ملی۔

مصلح الدین صاحب کے دادا کا تعلق گجرات سے تھا۔ ان کے والدین نے تو پہلے ہی ان کو وقف کے لئے پیش کیا ہوا تھا۔ 18 جون 1949ء کو انہوں نے خود اپنی زندگی سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف کر دی اور ستمبر 1949ء میں میٹرک کے بعد وقف کرنے والے آٹھ واقفین کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ربوہ میں انٹرویو کے لئے بلایا، اور خود ہی اُن کے پرچے سیٹ کئے اور خود ہی اُن کا امتحان لیا، انٹرویو لیا۔ اُن میں ایک مبارک مصلح الدین صاحب بھی تھے۔ پھر بعض کو فرمایا کہ کالج میں مزید تعلیم حاصل کریں۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں نویں تک آپ پڑھے تھے۔ پھر چنیوٹ میں جو تعلیم الاسلام ہائی سکول تھا، یہاں سے انہوں نے میٹرک فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ پھر 1953ء میں تعلیم الاسلام کالج لاہور سے بی ایس سی کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے 1956ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ریاضی میں ایم۔ ایس۔ سی کی۔ اور پھر جیسا کہ یہ وقف تھے، 1956ء کو وکالتِ دیوان میں یہ حاضر ہوئے۔ آپ کا پہلا تقرر امانت تحریکِ جدید میں کیا گیا۔ چند ماہ وہاں کام کیا، پھر وکالتِ مال میں تقرر ہوا۔ پھر آپ کو جماعت کا ایک تجارتی ادارہ تھا، ایشو افریقن، وہاں بھجوایا گیا، چند سال وہاں رہے۔ 1964ء کے آغاز میں واپس تحریکِ جدید میں آئے اور وکالتِ مال ثانی میں 1972ء تک بطور نائب وکیل المال ثانی رہے اور 1972ء سے 2001ء تک وکیل المال کے طور پر کام کیا۔ اُس کے بعد 2001ء سے آپ وفات تک وکیل التعلیم رہے۔ اور اس کے علاوہ بھی جماعت کی مختلف کمیٹیوں اور بورڈ جو تھے ان کے ممبر رہے۔ مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کے ممبر بھی تھے۔ بڑے صائب الرائے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی سوچ سمجھ کے مشورہ دینے والے اور گہرا علم رکھنے والے، ہر اُس کمیٹی میں جہاں یہ ممبر تھے، ان کی حاضری ایک تو باقاعدہ ہوتی تھی، دوسرے باقاعدہ تحقیق کر کے، علم حاصل کر کے جایا کرتے تھے۔ خلافت سے بھی بے انتہا اخلاص اور محبت کا تعلق تھا۔ قرآنِ کریم کے بھی بہت سے حصے آپ کو حفظ تھے۔ تلاوت بڑی اچھی کیا کرتے تھے۔ اکثر شوریٰ کے موقع پر ان کو تلاوت کا موقع ملتا تھا۔ خدمت کا سلسلہ ستاون سال پر محیط ہے۔ ذیلی تنظیموں میں بھی خدام الاحمدیہ وغیرہ میں بڑا لمبا عرصہ کام کیا۔

1964ء میں ان کی شادی ہوئی اور ان کی اہلیہ بھی (رفیق) حضرت مسیح موعود کی پوتی تھیں۔ کھارے کے رہنے والے صوبیدار غلام رسول صاحب ان کے والد تھے۔ ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ آپ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ گھر میں آئے مہمان یا کام کرنے والے اگر سلسلہ کے نظام کے خلاف کبھی کوئی بات کرتے تو اُنہیں سختی سے منع فرماتے اور کبھی سلسلہ کے خلاف بات برداشت نہیں کرتے تھے۔ ان کی اہلیہ لجنہ پاکستان کی نائب صدر ہیں۔ کہتی ہیں جب لجنہ کے کام کے لئے مجھے دورہ جات کے لئے جانا ہوتا تو کبھی مجھے منع نہیں کیا بلکہ جماعتی کاموں کو ہمیشہ اولیت دیتے رہے اور بعض موقعے ایسے بھی آئے کہ کہا ٹھیک ہے لجنہ کا کام کرو، کھانا بھی خود پکانا پڑا تو پکا لیا۔ میں نے کچھ سال پہلے ان کو بنگلہ دیش کے دورے پر بھجوایا تھا ان کے بیٹے منصور انجم صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں ان کو شدید دل کی تکلیف شروع ہوئی اور سانس بھی رکنے لگ گیا تکلیف بڑی پرانی تقریباً تیس سال سے چل رہی تھی، تو کہتے ہیں میں نے ان کو فون کیا کہ میں بنگلہ دیش آ جاتا ہوں، میرا کینیڈا سے آنا آسان ہے۔ جواب دیا کہ نہیں، یہاں خلیفہ وقت نے کہا ہوا ہے اور جماعت پورا خیال رکھ رہی ہے، تمہیں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔

کوئی بات بھی ہوتی تو وہ خلیفہ وقت سے ضرور پوچھتے۔ ان کے بیٹے حافظ ناصر الدین، یہ حافظ قرآن ہیں لکھتے ہیں کہ میرے والد صاحب کے پاس مختلف لوگوں کی امانتیں تھیں اور لوگوں کی امانتوں اور چندوں اور وصیتوں کا حساب بھی آپ کے پاس ہوتا تھا جو آپ باقاعدگی سے ادائیگیاں کرتے اور پھر اُن کو اطلاع کرتے تھے۔ مجد الدین صاحب ان کے بیٹے ہیں وہ کہتے ہیں کہ گھر میں کبھی کوئی بات ہوتی، عام معاملات میں بھی بات کر رہے ہوتے تو تھوڑی دیر کے بعد یہ آتے اور کہتے کہ میں نے اس بارے میں مشورے کے لئے اور دعا کے لئے خلیفہ وقت کو خط لکھ دیا ہے۔ ہر بات جو بھی وہ پوچھا کرتے تھے، چاہے وہ گھریلو ہو اور کہا کرتے تھے کہ واقفِ زندگی کبھی بھی کسی چیز کا تقاضا نہیں کرتا۔ کہتے ہیں وقفِ زندگی کے فارم میں اب تو مختلف شرائط بنا دی گئی ہیں۔ ہمارے سامنے تو وقفِ زندگی کا جو فارم تھا اُس میں صرف یہی ایک شرط تھی کہ مطالبہ نہیں کرنا۔ اور ان کے بچے کہتے ہیں کبھی ہمیں یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ واقفِ زندگی ہونے کی وجہ سے ہمیں کسی چیز کی کمی ہو۔ اپنے اوپر تنگی وارد کر کے بھی ہماری ضروریات پوری کر دیا کرتے تھے۔ مصلح الدین صاحب کے والد بھی واقفِ زندگی تھے اور یہ اُن کے اکلوتے بیٹے تھے۔ ان کو بھی انہوں نے وقف کیا اور کبھی بھی کسی قسم کی تنگی کا شکوہ نہیں کیا۔ مصلح الدین صاحب، سات بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے۔ حضرت صوفی غلام محمد صاحب بی ایس سی اور بی ٹی تھے۔ اُن کی جب سکول سے ریٹائرمنٹ ہوئی تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں لکھا کہ میری ریٹائرمنٹ ہو گئی ہے اور میں تو وقفِ زندگی ہوں۔ حکم کا انتظار کر رہا ہوں، اب میں نے کیا کرنا ہے۔ تو کافی لمبا عرصہ جواب نہیں آیا۔ مصلح الدین صاحب ہوسٹل میں تھے، وہاں وظیفہ ملا کرتا تھا تو اس لئے کہ والد صاحب کے حالات تنگی کے ہوں گے، یہ ہوسٹل چھوڑ کر آ گئے اور اپنی جو وظیفہ کی رقم تھی، وہ گھر کے خرچ کے لئے چلاتے رہے اور وہاں اُس وقت بڑی تنگی سے گزارہ ہوتا رہا، پھر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔

یہ ایک واقعہ لکھتے ہیں، کہتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ کسی جماعتی کام سے اسلام آباد گیا، تو میرا ایک دوست تھا، اُس کو میں عرصے سے نہیں ملا تھا، اُس کے پاس گیا۔ وہ باتوں میں پوچھنے لگا، آجکل تم نائب وکیل المال بھی ہو، جماعت کے حالات تو اب اچھے ہیں، تمہیں کیا الاؤنس ملتا ہے؟ کتنا ملتا ہے؟ مقصد اُس کے پوچھنے کا یہ تھا کہ اب تمہارا الاؤنس یا تنخواہ جو ہے زیادہ ہونی چاہئے۔ تو کہتے ہیں میں نے اُس کو کہا کہ مجھے جو کچھ ملتا ہے، اُس میں اتنی برکت ہے کہ تم جو گورنمنٹ سروس میں کام کر رہے ہو اور سیکرٹری لیول کے آدمی ہو، تمہیں بھی اُتنی برکت نہیں ہے۔ خیر کہتے ہیں، بحث کے بعد رات کو سو گئے۔ صبح اُٹھ کر تیار ہوئے دفتر جانے کے لئے۔ انہوں نے بھی سیکریٹریٹ میں کسی جماعتی کام میں جانا تھا، جا رہے تھے تو سڑک پر کھڑے ہو کر دوست نے کہا، ٹیکسی لے کر جاتے ہیں، انہوں نے کہا، ٹیکسی کا انتظار کیا کرنا ہے، اُتنی دیر ہم پیدل چلتے ہیں۔ سڑک پر چلتے جا رہے تھے تو

ایک بڑی سی گاڑی آ کے رُکی جو فلیگ کار تھی اور جو دوست سرکاری افسر تھا، اُس کو گاڑی والے نے نہیں پوچھا ان کو کہنے لگا کہ آپ فلاں جگہ سیکریٹریٹ میں جانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا کہ ہاں مجھے بڑا دل میں خیال آیا کہ آپ وہاں جانا چاہتے ہیں۔ آپ بیٹھیں۔ انہوں نے کہا یہ گاڑی کس کی ہے؟ کہا کہ یہ فلاں جنرل صاحب کی گاڑی ہے اور میں وہاں جا رہا ہوں۔ تو خیر وہاں اندر گئے اور فلیگ کار تھی، گیٹ بھی کھل گیا، کسی نے پوچھا بھی نہیں۔ تو انہوں نے اپنے دوست کو کہا، دیکھو اگر تم ٹیکسی میں جاتے تو پندرہ سولہ روپے تمہارے خرچ ہونے تھے۔ لیکن اس طرح واقفِ زندگی کی اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے کہ ایک فلیگ کار رُکی۔ نہ میں اس کو جانتا ہوں، نہ وہ مجھے جانتا ہے۔ اُس نے تمہیں نہیں پوچھا بلکہ مجھے پوچھا۔ اور میری وجہ سے اندر دفتر میں بھی چلے گئے۔ گیٹ پر جو نام لکھنا ہوتا تھا، یا بتانا پڑتا تھا، تعارف کرانا پڑتا تھا، وہ بھی نہیں ہوا اور ہم سیدھے اندر چلے گئے۔ تو یہ فضل ہیں جو واقفِ زندگی کے اوپر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے ایک خطبہ میں اپنی ایک مبشر رؤیا کا ذکر کیا تھا۔ فرمایا کہ ”میں نے دیکھا کہ جیسے سیاحوں کی بس ہوتی ہے، ویسی ہی کسی بس میں مَیں اور میرے کچھ ساتھی سفر کرتے ہوئے ایک دریا کو عبور کرنے والے ہیں۔ اب یہ جو بس کی حالت کا سفر ہے، یہ مجھے یاد نہیں لیکن یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ بس پل کے پاس آ کر نیچے اُس کے دامن میں رُک گئی ہے۔ اور کوئی وجہ ہے کہ وہ بس خود آگے نہیں بڑھ سکتی۔ تو جیسے ایسے موقع پر مسافر اتر کر چہل قدمی شروع کر دیتے ہیں، اس طرح اس بس سے میں اُترا ہوں“ یعنی خلیفۃ المسیح الرابع اترے ہیں ” کچھ اور بھی مسافر اترے ہیں“۔ کہتے ہیں ”لیکن میرے ذہن میں اس وقت اور کوئی نہیں آ رہا مگر یہ اچھی طرح یاد ہے کہ مبارک مصلح الدین صاحب جو ہمارے واقفِ زندگی تحریکِ جدید کے کارکن ہیں، وہ ساتھ ہیں اور جیسے انتظار میں اور کوئی شغل نہ ہو تو انسان کہتا ہے کہ چلیں اب نہا ہی لیتے ہیں“۔ ”میں اور وہ ہم دونوں دریا میں چھلانگ لگا دیتے ہیں۔ تو کہتے ہیں ”میرے ذہن میں اُس وقت یہ خیال ہے کہ ہم تھوڑا سا تیر کے واپس آ جائیں گے۔ لیکن مبارک مصلح الدین مجھ سے تھوڑے سے، دو ہاتھ آگے ہیں اور مجھے کہتے ہیں کہ چلیں اب اسی طرح دریا پار کرتے ہیں۔ تو میرے ذہن میں یہ خیال ہے کہ دریا تو بھرپور بہہ رہا ہے، جیسے دریائے سندھ میں طغیانی کے وقت بہا کرتا ہے، اگرچہ کناروں سے چھلکا نہیں لیکن لبالب ہے اور بہت ہی بھرپور قوت کے ساتھ بہہ رہا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پتہ نہیں ہم یہ کر بھی سکیں گے کہ نہیں۔ تو مبارک مصلح الدین کہتے ہیں کہ نہیں ہم کر سکتے ہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے پھر چلتے ہیں۔ لیکن مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اگرچہ میں کوئی ایسا تیراک نہیں مگر تیراکی کی غیر معمولی طاقت پیدا ہوتی ہے اور چند ہاتھوں میں بڑے بڑے فاصلے طے ہونے لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب میں مڑ کے دیکھتا ہوں تو وہ پچھلا کنارہ بہت دور رہ جاتا ہے اور پھر دو چار ہاتھ لگانے سے ہی وہ باقی دریا بھی عبور ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف ہم کنارے لگتے ہیں اور تعجب کی بات یہ ہے کہ اگرچہ مبارک مصلح الدین مجھے رؤیا میں اپنے آگے دکھائی دیتے ہیں مگر جب کنارے لگتا ہوں تو پہلے میں لگتا ہوں پھر وہ لگتے ہیں۔ اور اس طرح ہم دوسری طرف پہنچ جاتے ہیں اور پھر یہ جائزہ لے رہے ہیں کہ کس طرح یہاں سے باہر نکل کر دوسری طرف کنارے سے باہر کی عام دنیا میں اُبھریں“۔ تو پھر آپ فرماتے ہیں: ”یہ رؤیا یہاں ختم ہو گئی اور چونکہ یہ ایک ایسی رؤیا تھی جو عام طور پر دستور کے مطابق انسان کے ذہن میں آتی نہیں، اس لئے رؤیا ختم ہونے کے بعد میرے ذہن پر یہ بڑا بھاری اثر تھا کہ یہ ایک واضح پیغام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کسی نئی منزل فتح کرنے کی خوشخبری دے رہا ہے اور اگرچہ ایک حصہ اس کا ابھی تک مجھ پر واضح نہیں ہوا کہ وہ ساتھی جو ہیں ان کو ہم کیوں پیچھے چھوڑ گئے اور ہم دو کیوں آگے نکل جاتے ہیں لیکن بہرحال ذہن پر یہ تأثر ضرور ہے کہ اس میں کوئی انذار نہیں تھا بلکہ خوشخبری تھی کہ دریا کی موجوں نے اگرچہ بس کو روک دیا ہے لیکن ہمارے سفر کی راہ میں حائل نہیں ہو سکیں“۔

(خطبہ جمعہ 12 جنوری 1990ء۔ بحوالہ خطبات طاہر جلد 9 صفحہ 28 تا 30)

تو بہرحال یہ بابرکت رؤیا بھی تھی اس میں یہ بھی ساتھ تھے۔ اُنہوں نے اِن کو دیکھا، ان کے نام کے لحاظ سے بھی مبارک خواب ہے۔ جماعت کی ترقیات بھی اس میں ہیں۔

خود بھی کافی دعا گو، تہجد گزار، نیک تھے۔ غریبوں کا بہت زیادہ خیال رکھنے والے تھے۔ بلکہ ان کے دفتر کے ایک آدمی نے لکھا کہ میرے سے غریبوں کو ہر سال رمضان میں کچھ راشن وغیرہ جنس وغیرہ دلوایا کرتے تھے اور کسی اور کو پتا نہیں ہوتا تھا۔ ویسے دفتری معاملات میں اصولی آدمی تھے لیکن طبیعت میں انکساری بھی تھی، عاجزی بھی تھی، غریب پروری بھی تھی۔ ان کے بچے اب اللہ کے فضل سے اچھے صاحبِ حیثیت ہیں، کمانے والے ہیں۔ اُن کی جو خدمتِ خلق کی نیکیاں ہیں انہیں جاری رکھیں۔ ان کی اپنی ایک بیٹی کو ڈاکٹر بنانے کی خواہش تھی لیکن وہ کہتی ہیں جب ہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو ملنے گئے، تو انہوں نے کہا کہ لڑکیاں ڈاکٹر بن جائیں تو پھر بڑا مسئلہ ہوتا ہے، گھریلو کاموں میں مشکل پڑتی ہے۔ بس اتنی بات کی تھی تو انہوں نے ارادہ ترک کر دیا۔ پھر بعد میں خیر اللہ تعالیٰ نے اُس لڑکی پر اس طرح فضل فرمایا کہ کینیڈا جا کے اُس کو پی ایچ ڈی کر کے ڈاکٹر بننے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔

اب بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ یہاں بھی بچوں کو جو الاؤنس ملتا ہے حکومت کی طرف سے، اُس پر میاں بیوی کے جھگڑے ہو رہے ہوتے ہیں۔ وہ کہتا ہے میں نے لینا ہے۔ وہ کہتی ہے میں نے لینا ہے۔ لیکن ان کا ایک بچہ لکھتا ہے کہ میں نے اچھے نمبر لئے تو مجھے سکالرشپ ملا۔ تو مجھے میرے والد نے کہا کہ یہ سکالرشپ تمہیں ملا ہے، یہ تمہاری محنت کی وجہ سے ملا ہے۔ لیکن تمہاری جو پڑھائی کا خرچہ اور رہن سہن کا خرچہ ہے وہ میں پورا دوں گا۔ یہ تمہاری اپنی فیس ہے۔ اس پر میرا یا تمہارے گھر کا، کسی کا کوئی حق نہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ بچے مطالبے شروع کر دیں کہ ہمارا حق ہو گیا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ رقم جس اصل مقصد کے لئے ہو اس پر استعمال ہونی چاہئے۔

نوری صاحب نے لکھا ہے کہ 1985ء سے ان کو دل کی تکلیف تھی اور ایسے حالات آئے کہ لگتا تھا کہ اب زندگی ختم ہوئی، اب ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مختلف موقعوں پر ان کو موت کے منہ سے اس طرح نکالا کہ کہتے ہیں مختلف کانفرنسز میں، سیمینارز میں ان کا کیس میں بیان کرتا رہا ہوں اور یہ نشان بتاتا رہا ہوں۔ تو ڈاکٹر ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ تمہارے مریض کے ساتھ یہ معجزہ ہوتا ہے۔ جب بنگلہ دیش گئے ہیں جیسا کہ میں نے کہا۔ اُس وقت بھی مجھے ان کی بڑی فکر تھی کہ خیریت سے واپس آ جائیں کیونکہ میں نے ان کو باوجود اس کے کہ یہ بیمار تھے بھجوایا تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ انہیں نہ صرف خیریت سے لایا بلکہ کئی سال ان کو زندگی بھی عطا فرمائی۔ اور نہ صرف زندگی بلکہ بڑی فعال زندگی انہوں نے گزاری۔

ان کے ساتھ کام کرنے والے ہمارے مربی سلسلہ ھبۃ الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ: یومِ مسیح موعود کے موقع پر 20/ مارچ کو جامعہ احمدیہ میں ان کی تقریر تھی تو پرنسپل صاحب جب ملنے آئے۔ پرنسپل صاحب نے بھی یہ لکھا تھا کہ چوہدری صاحب نے اشاروں سے کہا کہ میں نے تقریر تو تیار کی۔ کل میں صبح سات بجے سے بارہ بجے تک بیٹھا تقریر تیار کرتا رہا لیکن اب میں ہسپتال میں ہوں تقریر کر نہیں سکوں گا۔ تو بہرحال ہر چیز کی ان کو بڑی فکر رہتی تھی اور پہلے کام کیا کرتے تھے۔ میں نے بھی ان کے ساتھ دفتر وکالت مال میں تقریباً آٹھ سال کام کیا ہے۔ بہت کچھ ان سے سیکھا۔ ان کی ڈرافٹنگ وغیرہ بھی بڑی اچھی تھی۔ بجٹ کے بنانے میں ان کو بڑا ملکہ تھا اور بعض دفعہ رات گیارہ بارہ بجے تک دفتر میں کام ہوتا تھا لیکن یہ نہیں تھا کہ دوسروں پر چھوڑ دیا کہ کرواور خود گھر چلے گئے۔ ساری ساری رات ساتھ بیٹھ کے کام کرواتے تھے۔ ان میں بڑا اخلاص اور وفا تھا۔ پہلے میں ان کے ماتحت تھا۔ جب ناظرِ اعلیٰ بنا ہوں تب بھی میں نے دیکھا اطاعت کا جذبہ بے انتہا تھا اور خلافت کے بعد تو پھر اخلاص و وفا ان میں بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی، نسلوں کو بھی خلافت اور جماعت سے ہمیشہ وابستہ رکھے۔ نمازوں کے بعد میں ان کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا انشاء اللہ۔

مکرمہ سلیمہ خاتون صاحبہ

حضرت بھائی محمود احمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعود

عاجزہ کے ابا جان حضرت بھائی محمود احمد صاحب کا شمار جماعت احمدیہ کے ان بزرگوں میں ہوتا ہے جن کے ہاتھوں شاید ہی کسی کو کبھی کوئی گزند پہنچا ہو۔ آپ کا آبائی وطن ڈنگہ ضلع گجرات تھا۔ ڈنگہ چونکہ بہت سے بزرگانِ دین اور مذہبی راہنماؤں کا جنم بھومی تھا۔ لہٰذا اس کا اصل نام دین گاہ تھا۔ انگریزوں کے وقت انگریزی حروف DINGAH میں لکھا جانے والا دین گاہ۔ ڈنگہ میں بدل گیا۔

ابا جان کے دادا والد اور بڑے بھائی حافظ قرآن تھے۔ اس کے بعد عاجزہ کے بھائی ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب (سابق نائب امیر جماعت ہائے سرگودھا بھی حافظ قرآن تھے) ابا جان اس مبارک تسلسل کو قائم رکھنے کے لئے اپنے پوتے داؤد احمد کو قرآن مجید حفظ کروانا چاہتے تھے۔ مگر ان دنوں حافظ کلاس کا اجراء نہیں ہوا تھا۔ سو یہ بابرکت کام پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ دادا جان کی حافظ قرآن ہونے کی وجہ سے نیز بے شمار زرعی اور سکنی اراضی کا مالک ہونے کے سبب بے حد عزت وتکریم تھی ابا جان بے حد کم سن تھے جب والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ تایا جان نے بتایا کہ محمود ساڑھے پانچ برس کا تھا جب اس نے قرآن پاک ناظرہ مکمل کرلیا تھا پھر روزانہ پانچوں نمازیں بیت الذکر میں جاکر ادا کرتا۔ واپس آکر نصف سپارہ کی تلاوت کرتا اتنا کم سن اور معصوم بچہ اتنی عمدگی سے اور صحیح پڑھتا کہ ہماری گلی میں اسے سننے کے لئے آنے والوں کا ہجوم لگ جاتا جن میں امام مسجد بھی شامل ہوتے امام مسجد کو ابا جان سے اندھی محبت تھی وہ سخت حیران ہوتے کہ اتنا معصوم بچہ اتنی صبح کیسے خود بیدار ہو جاتا ہے وہ ابا جان کا سر چومتے اور زارو قطار روتے اور کہتے کاش تمہاری ماں زندہ ہوتی تو وہ تم پر سے صدقے واری جاتی۔ پھر وہ خود کہتے میں تم پر سے واری ہو جاؤں اگر کبھی بارش ہوتی تو وہ چھتری لے کر ابا جان کو لینے چلے جاتے انہیں علم تھا کہ ابا جان آئیں گے ضرور خواہ بھیگ کیوں نہ جائیں۔ پھر انہوں نے ایک تعویذ ابا جان کے گلے میں ڈال دیا تھا کہ نظر بد سے بچیں۔ ابا جان بتایا کرتے تھے کہ مجھے اس تعویذ سے بے انتہا الجھن ہوتی تھی مگر مارے مروت کے پہن لیا تھا پھر ایک روز اتار کر کپڑوں کے بکس میں چھپا دیا اور گردن پر کپڑا لپیٹے رکھتا کہ امام صاحب کو علم نہ ہو پھر کچھ عرصہ بعد ابا جان نے سنا کہ وہ امام مہدی جن کے آنے کی خبر مقدس کتابوں میں موجود ہے اس کا نزول قادیان میں ہو چکا ہے تو ابا جان قادیان جانے کے لئے ازحد بے چین ہوگئے پھر ایک وکیل صاحب کی وساطت سے قادیان پہنچ گئے اس وقت ابا جان کی عمر آٹھ سال تھی۔ سو بزرگوں نے مشورہ سے نوازا کہ پہلے استخارہ کرو جب انشراح صدر ہو جائے تو بیعت کرنا۔ چنانچہ ابا جان واپس لوٹ آئے اور پھر 1902ء میں دوبارہ قادیان گئے اور بیعت کرلی۔ اور پھر قادیان کے ہو کر رہ گئے۔

ابا جان کو خدا تعالیٰ پر بے پناہ اعتماد تھا اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت حضرت مسیح موعود اور ان کے خلفا سے محبت۔ دردمندوں اور یتیموں سے محبت۔ یہ تھا میرے پیارے باپ کا نصب العین۔ اور محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں یہ ان کا مسلک تھا۔ ابا جان کو اپنی پوتی اور تینوں پوتوں سے ازحد پیار تھا ان کی والدہ کی وفات کے بعد اس پیار میں اور بھی شدت آگئی تھی۔

پاکستان بننے تک دو چیزیں ہمارے گھر بے حد باقاعدگی سے ہوا کرتی تھیں۔ ایک ابا جان کا سال میں ایک بار ایک ماہ کے لئے قادیان سے باہر دعوت الی اللہ کے لئے جانا اس سے ہمارے لئے کچھ مشکلات (بعض اوقات) بھی ہوتیں کلینک بند ہو جانے سے روزانہ آمدنی بند اور جہاں جاتے وہاں کا خرچہ ہوتا پھر گھر سے بھی ایک دو افراد کا ساتھ جانا ضروری تھا یا کوئی باورچی کھانا پکانے کے لئے جاتا امی جان فکر کرتیں تو ابا جان کہتے بھلی لوگ فکر کیوں کرتی ہو اُوپر والا تو بن مانگے دیئے جاتا ہے اور واقعی اُوپر والا اس خوش اسلوبی سے ہمارے کام نپٹاتا کہ ہم حیران رہ جاتے۔ دوسرا کام مہینہ میں دو بار دارالشیوخ کے یتامی کے لئے کھانا پکوانا۔ ہر ماہ کی پہلی کو پلاؤ پکتا اور 16 کو آلو گوشت روٹیاں اور زردہ۔ ایک دفعہ بچے کھانا کھانے آئے تو ایک چار سالہ یتیم بچہ سردی کی شدت سے کانپ رہا تھا۔ ابا جان نے اسے گود میں اٹھا لیا کچن میں لے آئے اسے اپنے چھوٹے ودود احمد کا سویٹر پہنایا ٹوپی اور موزے بھی پہنائے ان دنوں قادیان میں ایک ہوزری کا افتتاح ہوا تھا۔ اس میں بے حد نفیس اُون کوڑیوں کے بھاؤ دستیاب تھی ابا جان ایک بہت بڑا گٹھا اون کا اٹھا لائے بنوائی کی اجرت ذرا زیادہ تھی ابا جان نے اپنی بیٹیوں ہماری کزنز اور رشتہ دار لڑکیوں کو اکٹھا کر کے اپیل کی کہ وہ رضا کارانہ طور پر سویٹر بن دیں لڑکیاں بے انتہا خوش ہو کر ایک ایک سویٹر کی اون لے گئیں اور دو دن میں ہماری دن رات کی محنت سے ان گنت سویٹر تیار ہوگئے جو ابا جان نے جلسہ سے ایک روز قبل بچوں کو گھر بلوا کر پہنائے اس روز ابا جان کی اور بچوں کی خوشی دیدنی تھی۔

ابا جان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہم جماعت ہونے کا شرف حاصل تھا۔ ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ابا جان سے فرمایا آپ کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں اپنا ذاتی مکان بنوالیں ابا جان نے فوراً تعمیل کی اور محلّہ دارالرحمت میں دو کنال کا پلاٹ خرید لیا اور حضور سے بنیاد رکھنے کی استدعا کی جو آپ نے منظور فرمالی اور اگلے روز صبح ابھی ملگجا اندھیرا تھا کہ حضور پیدل دارالرحمت تشریف لے آئے۔ حضور کو پیدل آتے دیکھ کر ہر راہ گیر ساتھ ہوتا گیا ہمارے گھر پہنچنے تک ایک جم غفیر اکٹھا ہو گیا حضور نے اپنے مبارک ہاتھوں سے دو اینٹیں بنیاد میں رکھ کر ان پر گارا ڈالا اور دو اینٹیں اور رکھ دیں اور لمبی دعا فرمائی۔ پھر فرمایا پلاٹ کافی بڑا ہے۔ پھلدار پودے ضرور لگوائیں ہمارے ہاں ایک دو بھینسیں ضرور ہوا کرتی تھیں ہم ان کے گوبر کے اُپلے نہیں بنواتے تھے کیونکہ اُپلوں کی آگ پر پکی چیز سے ابا جان کو نفرت تھی یہی حال باقی سب کا تھا ابا جان ایک بہت بڑا گڑھا کھدوا کر گوبر اس میں ڈلوا دیتے چھ ماہ بعد بے حد عمدہ کھاد تیار ہو جاتی۔ ایک بہت اچھی بات بھی بتاتی چلوں ایک دفعہ ابا جان ہاتھ دھو رہے تھے ابھی ہاتھوں پر صابن لگایا ہی تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی ابا جان ویسے ہی اٹھ کر چلے گئے دروازہ کھولا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو کھڑے پایا ان کے ہمراہ چار صاحبزادگان کے علاوہ اور بھی افراد تھے۔ حضور نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو ابا جان نے دونوں ہاتھ پیچھے کرلئے خیر حضور اندر تشریف لاکر بیٹھ گئے سب اقرباء کو فوری بلوا لیا گیا امی جان نے فوراً بریانی تیار کرلی کیونکہ حضور کو ہمارے گھر کی بریانی بے حد پسند تھی اگرچہ مرغ کا قورمہ رائتہ اور سلاد وغیرہ بھی تھا تاہم حضور نے فرمایا آم کا اچار ہے تو وہ بھی لائیں پھر اپنے اچار کی بڑی پھانک اپنی پلیٹ میں ڈالے گئے چاولوں پر رکھ لی اور حضور نے فرمایا کھانا بے حد لذیذ ہے۔

کھانے کے بعد حضور نے ہمارا سارا گھر پھر کر دیکھا ہر کمرہ میں گئے حتیٰ کہ چھت پر بھی گئے جب درختوں کی جانب آئے تو فرمایا یہ اتنے سرسبز اور قد آور کس وجہ سے ہیں۔ ابا جان نے اپنی خود ساختہ کھاد کا قصہ سنایا حضور بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا میں نے محلّہ دارالانوار میں اپنے لئے کوٹھی تعمیر کروائی ہے۔ اس میں پھلدار پودے لگوائے ہیں لیکن وہ پھل پھول نہیں رہے پھر ہنس کر فرمایا آپ اپنی فیکٹری کی کھاد ہمیں ضرور بھجوائیں ابا جان نے اسی روز بڑے بڑے بورے منگوا کر کھاد بھروا کے دارالانوار بھجوا دیئے پھر کچھ عرصہ بعد حضور کی جانب سے لکھی گئی چٹھی پرائیویٹ سیکرٹری نے بھجوائی جس میں لکھا تھا بھائی جی آپ کی فیکٹری کی کھاد بے حد عمدہ ہے اور مذاق میں لکھا کہ اپنی فیکٹری کو توسیع دیں۔

ایک دفعہ محکمہ بجلی کے ایک S.D.O صاحب کا تبادلہ قادیان میں ہو گیا وہ غیر از جماعت تھے انہیں رہنے کے لئے مکان نہیں مل رہا تھا حتیٰ کہ ایک کمرہ تک دستیاب نہ تھا اور وہ ریلوے پلیٹ فارم پر ٹہل رہا تھا۔ اسی ٹینشن نے اسے بخار میں مبتلا کر دیا سٹیشن ماسٹر ہندو تھا۔ ابا جان کا زبردست مداح اس نے اس S.D.O سے کہا چل تجھے پرمیشر کے پاس لئے چلتا ہوں اِدھر اس نے تجھے ہاتھ لگایا تیرا بخار اڑنچھو۔ یہ بات وہ S.D.O بتایا کرتا تھا۔ وہ ابا جان کے پاس لے آیا۔ ابا جان نے اسے بہت اچھی طرح دیکھا دوا دی وہ ابا جان کے برتاؤ سے بے حد متاثر ہوا اور اپنی داستان غم کہہ سنائی ابا جان ہنس پڑے اور کہا اتنی معمولی بات پر بخار چڑھا لیا میرے گھر میں کافی کمرے ہیں ایک تو بھی لے لے۔ وہ تو مارے خوشی کے حواس باختہ ہو گیا۔ ابا جان اسے گھر لے آئے امی جان ابا جان کی سادہ لوحی سے پریشان ہو گئیں اور کہا ذرا سوچ سمجھ کر وعدہ کیا کریں۔ اب اگر وعدہ کرلیا ہے تو اوپر کا پورشن دے دیں اوپر تین کمرے کچن اور ٹائلٹ بھی تھا وہ شخص اس فیاضی پر اتنا ممنون ہوا کہ ابا جان کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا ابا جان خفا ہوئے اور کہا اوئے نیک بخت کیا تجھے معلوم نہیں انسان اپنے خدا کے علاوہ کسی اور کے آگے نہیں جھکتا۔ اس کی بیٹی گیارہ سال کی تھی ابھی تک قرآن مجید نہیں پڑھا تھا۔ امی جان نے قاعدہ یسرنا القرآن منگوا کر اسے پڑھانا شروع کر دیا اور چھ ماہ میں اس نے قرآن مجید ناظرہ مکمل کرلیا اور اُس دن مارے حیرت اور بے پایاں خوشی کے اس لڑکی کے والدین کی کیا حالت تھی میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ وہ امی جان کے لئے طلائی زیور لائے جس پر ابا جان خفا ہوئے اور کہا کیا تم ہمیں معاوضہ دے رہے ہو۔ پھر اس نے ابا جان کی منت سماجت کر کے مٹھائی بانٹنے یتامی کے لئے کپڑے بنوانے اور چراغاں کرنے کی اجازت لے لی ابا جان کی تعریف میں وال چاکنگ کی اور ایک حدیث لکھی کہ آنحضرتؐ کا فرمان ہے میں اور یتیم کی خبر گیری کرنے والا جنت میں اتنے نزدیک ہوں گے آگے دو انگلیوں کا نشان تھا اور سیڑھیوں کے باہری دروازے پر لکھا۔

سمندر میں جب تک کہ پانی رہے
میرے محسن تری زندگانی رہے

اور بہت سی نظمیں اباجان کی تعریف میں لکھوا کر لایا تھا۔

اباجان ہر سال ایک ماہ کے لئے قادیان سے باہر دعوت الی اللہ کے لئے جایا کرتے تھے یہ غالباً 1945ء کا موقع ہے موضع مقام جانے کا پروگرام بنا مقام امرتسر سے دس بارہ کوس کے فاصلہ پر تھا امی جان میرا چھوٹا بھائی وددواحمد جو اس وقت بہت چھوٹا تھا ساتھ گئے گاؤں کے نمبردار نے گاؤں سے باہر ایک بڑ کے درخت کے نیچے ایک میز کرسی اور کچھ چارپائیاں رکھوا دیں۔ مریضوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جاتے۔ اباجان مریض دیکھتے انہیں مفت دوائیاں دیتے میرا چھوٹا بھائی پاس بیٹھا یہ رونق دیکھا کرتا ایک روز ایک آدمی آیا اور کہنے لگا ڈاک دار جی مجھے آپ بہت اچھے لگتے ہو آپ کی باتیں بھی اچھی ہیں میں ضرور آپ کا مذہب اختیار کر لیتا اگر آپ کے مرشد مردہ زندہ کر دیتے تو کیونکہ میرے پیرومرشد کو آپ کے مرشد پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ میرا مرشد مردہ زندہ کر دیتا ہے حسنِ اتفاق سے سامنے قبرستان تھا اور قبریں نظر آ رہی تھیں۔ میرا معصوم سا کم عمر چھوٹا بھائی وددواحمد جو پاس بیٹھا بڑے غور سے سب سن رہا تھا۔ بڑے جوش سے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اگر تیرا پیر مردوں کو زندہ کر دیتا ہے تو سامنے اتنی قبریں کیوں ہیں اس نے زندہ کیوں نہیں کیا وہ شخص شرمندہ اور لاجواب ہو گیا اور اباجان بے انتہا خوش کہ ان کے بیٹے نے کتنی عمدہ بات کی ہے۔

قادیان کے نواحی علاقے میں بے شمار دیہات تھے اباجان کو اکثر ان دیہات میں مریض دیکھنے جانا پڑتا ایک بار تانگہ کروا کے مریض دیکھنے گئے اس مریض کے علاوہ اور بہت سے مریض آ گئے اور رات کے نو بج گئے اب گاؤں والوں نے بے حد اصرار کیا کہ رات وہاں ہی بسر کر لیں اباجان مانے نہیں اور وہاں سے چل پڑے ابھی آدھا راستہ طے ہوا تھا کہ تانگے کی کمانی ٹوٹ گئی ان دنوں اس علاقے میں میا سنگھ ڈاکو کا شہرہ تھا۔ اتنے میں چار گھڑسواروں نے ان معصوم مسافروں کو گھیرے میں لے لیا تانگہ بان تو اتنا حواس باختہ ہوا کہ چت زمین پر لیٹ گیا۔ اباجان نے اپنی اچکن واسکٹ اتار کر ان کے حوالہ کر دی ڈاکو نے ایک پاکٹ واچ ایک قلم اور چالیس روپے نکال لئے اور واپس جانے کی ٹھانی۔ اباجان نے کہا ارے بھلے مانس تو نے جو کہا میں نے مان لیا اب تو بھی میرا ایک کہا مان ہمیں کسی گاؤں یا گھر پہنچانے کا بندوبست کر دے اباجان کی آواز سن کر ڈاکو ٹھہر گیا اور فوراً بیٹری نکال کر آن کی اور ایک زبردست چیخ ماری اور ہاتھ جوڑ کر بولا پرمیشر جی یہ آپ ہیں مجھ سے کتنی بڑی غلطی ہو گئی شما کر دیں اور وہ اباجان اور تانگہ بان کو گھر چھوڑ گیا۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ کے بعد اباجان مریض دیکھنے میں مصروف تھے تو ایک جاگیردار تشریف لائے ساتھ دوگن مین تھے اباجان اسے دیکھنے لگے تو وہ سرگوشی میں بولا میں میا سنگھ ہوں میں صرف آپ کے درشن کو آیا ہوں بیمار نہیں ہوں اور کئی سالوں سے آپ کے پاس آ رہا ہوں جبھی اس روز فاٹ آپ کو پہچان لیا تھا۔ پھر وہ کچھ نوٹ اباجان کی جیب میں ڈالنے لگا اباجان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر واپس کر دیئے اور کہا شکریہ یہ میرے لئے جائز نہیں ہیں اس نے برا نہیں منایا اور ہنس کر کہنے لگا پرمیشر دوبارہ آیا تو ایسے لاؤں گا جو میرے پرمیشر جی بڑے کے لئے جائز ہوں۔

اباجان اچھے خاصے مشہور تھے بڑے اڑیل گھوڑوں کو رام کر لیا کرتے تھے ایک بار گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے سُوءِ اتفاق سے ریل گاڑی کی زوردار سیٹھی سے گھوڑا بدک گیا اور اباجان کو گرا دیا اباجان کو بہت شدید چوٹیں آئیں حضرت اماں جان نے سنا تو آئیں اور واپس جا کر انہوں نے حضرت سید میر محمد اسماعیل صاحب سے کہا کہ وہ بھی اباجان کو دیکھ آئیں۔ میر صاحب ہمارے ہاں تشریف لائے بااخلاق نیکی اور شرافت کا مجموعہ چہرہ پرنور تھا پاکیزگی چھائی ہوئی سو انہوں نے اباجان کو دیکھا اور ایک گھنٹہ بھر اباجان کے پاس بیٹھے رہے اور بہت سے لطائف سنائے، جاتے وقت انہوں نے اباجان سے کہا اب ذرا اپنی گھڑسواری کی شیخی سے اجتناب ہی کریں۔ پھر انہوں نے کہا میں ڈاکٹر عمر تھانوی سے کہوں گا وہ بھی انہیں دیکھ جائیں گے ڈاکٹر عمر تھانوی فارن کوالیفائیڈ اور بہت بڑے ڈاکٹر تھے اور اتفاق سے قادیان آئے تھے دوسرے روز وہ بھی آئے بہت اچھی طرح اباجان کا معائنہ کیا پاکستان بنا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے بموجب اباجان سمیت بہت سے احباب جماعت احمدیہ نے قادیان ہی رہنے کا فیصلہ کیا تھا پہلے تو حالات پُرامن رہے مگر جب ہندو اِدھر سے لُٹ پٹ کر جاتے تو انہوں نے اُدھر جو مسلمان تھے ان پر حملے شروع کر دیئے ناچار احمدی جو قادیان میں وہ گئے تھے وہ محصور ہو کر رہ گئے پہلے یہی سننے میں آیا تھا کہ ضلع گورداسپور پاکستان میں شامل ہوگا۔ اس لئے قادیان کے بڑے بڑے ہندو سکھ قادیان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ جب اس بات کی مکمل طور پر تصدیق ہو گئی کہ انگریزوں نے ضلع گورداسپور کو انڈیا میں شامل کر دیا ہے تو وہ ہندو اور سکھ واپس آنا شروع ہو گئے رلدو رام قادیان آئے آتے ہی بورڈنگ ہاؤس پہنچے اور اباجان کو بے انتہا کسمپرسی کی حالت میں زمین پر بیٹھے دیکھا تو دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور اپنی قیمتی نئی اچکن اتار کر زمین پر بچھا دی اور بڑے اصرار سے اس پر بٹھا دیا اور تازہ دودھ چائے کی پتی اور راشن وغیرہ لے کر آئے مگر اس کے بعد وہ ٹرک قادیان پہنچ گئے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بے حد کوشش سے بھجوائے تھے ان میں بیٹھ کر اباجان مکمل طور پر نہتے پاکستان آ گئے کچھ روز رتن باغ کے کیمپ میں گزارے اس کے بعد سرگودھا آ گئے اکتوبر کا اختتام تھا۔ سرگودھا میں ہندوؤں کی متروکہ جائیداد کی الاٹمنٹ کب کی ہو چکی تھی سو آپ محترم راجہ محمود امجد خاں صاحب جنجوعہ کی کوٹھی میں رہائش پذیر ہو گئے راجہ صاحب نے بے انتہا خوش دلی سے انہیں خوش آمدید کہا اور فراخ دلی سے اباجان کی دلجوئی کرتے۔ حسن اتفاق سے بلاک نمبر 12 میں ڈیڑھ کنال کے رقبہ پر بنا ایک تین منزلہ گھر جس میں 20 کے قریب کمرے تھے خالی ہوا۔ پولیس کی مدد سے اس پر ایک زمیندار نے غیر قانونی طور پر قبضہ کر رکھا تھا اس کے حصول کے لئے ایک ہزار کے قریب درخواستیں آ چکی تھیں۔ جج صاحب بے حد پریشان تھے اور سمجھ نہ پا رہے تھے کہ کس کے حق میں فیصلہ کریں پھر راجہ محمود امجد خاں صاحب کے مشورے سے قرار پایا کہ قرعہ اندازی کی جائے اباجان نے بھی درخواست دے رکھی تھی سب درخواست دہندگان کے نام کی چٹیں ایک ٹوکری میں رکھ کر سڑک پر سے گزرتے ایک چھ سالہ بچے کو بلوا کر ایک چٹ اٹھانے کو کہا گیا بچے نے ایک چٹ اٹھائی۔ اس پر اباجان کا نام تھا۔ اس وقت اس مکان میں کوئی بھی چیز نہ تھی جناب راجہ صاحب نے چارپائیاں کچھ بستر ضرورت کے برتن بھجوا دیئے۔ یہ نومبر 1947ء کا زمانہ تھا اور اپریل 1948ء میں گنیش سنگھ واپس آ گئے اباجان کے حالات سے آگاہی پا کر بے حد ملول ہوئے ان کا خسر ان دنوں کمشنر کے عہدے پر متعین تھا اس کی مدد سے ہمارے قادیان والے گھر کا کلیم منظور کروایا اور اسے لے کر نیز کچھ نقدی وغیرہ لے کر واہگہ باڈر پر اباجان کو دے گیا تھا مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے قادیان کے مکانوں کا کلیم کرنے سے منع کیا۔ اباجان نے وہ کلیم ضائع کر دیا اور 1970ء میں اسی خالی گھر میں دو عدد کاریں تین فریج۔ دو ٹی وی۔ اے سی عمدہ فرنیچر اور ضروریات زندگی کی ہر چیز موجود تھی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ پر اعتماد کا نتیجہ تھا۔ بھائی جان مکمل طور پر اباجان کے نقش قدم پر چلے اور جماعتی کاموں اور چندہ جات ادا کرنے میں بے انتہا فراخدلی سے کام لیا وفات کے وقت آپ نائب امیر ضلع سرگودھا تھے اور خدا تعالیٰ نے اتنا دیا جو ضرورت سے زیادہ تھا اور میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں بھی اپنے باپ دادا جیسا بننے کی توفیق دے۔

حضرت اماں جان کے تربیت کے متعلق کچھ اصول

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

حضرت پھوپھی جان نواب مبارکہ بیگم صاحبہ حضرت اماں جان کے تربیت کے متعلق کچھ اصول بیان کرتی ہیں جو آپ کے لئے ہمیشہ کے لئے رہنما اصول ہیں۔ اسی طریق پر اگر آپ اپنے بچوں کی تربیت کریں تو انشاء اللہ بڑے ہونے تک وہ نیک رہیں گے۔ فرماتی ہیں۔ ’’اصولی تربیت میں مَیں نے اس عمر تک بہت مطالعہ عام و خاص لوگوں کا کر کے بھی حضرت والدہ صاحبہ سے کسی کو بہتر نہیں پایا۔ آپ نے دنیوی تعلیم نہیں پائی ......مگر جو آپ کے اصول اخلاق و تربیت ہیں ان کو دیکھ کر میں نے یہی سمجھا ہے کہ خاص خدا کا فضل اور خدا کے مسیح کی تربیت کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سب کہاں سے سیکھا؟‘‘

’’بچے پر ہمیشہ اعتبار اور پختہ اعتبار ظاہر کر کے اس کو والدین کے اعتبار کی شرم اور لاج ڈال دینا یہ آپ کا بڑا اصول تربیت ہے۔‘‘ تو بچے پر اعتبار کریں اور اس کو شک سے نہ دیکھا کریں۔ اگر کوئی غلط بھی کام کر رہا ہے تو آپ کی اعتبار کی نظروں کے تابع وہ اصلاح پذیر ہو جائے گا اور یہ سمجھتے ہوئے کہ مجھ پر اعتبار کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے آئندہ وہ آپ کو غلط باتیں بتانے کی کوشش نہیں کرے گا۔

’’جھوٹ سے نفرت‘‘ یہ بہت ہی بنیادی تربیت ہے۔ بچپن میں ہی بچوں کو جھوٹ سے نفرت دلانا بہت ہی ضروری ہے۔ ’’ہم لوگوں سے بھی آپ ہمیشہ یہی فرماتی رہیں کہ بچہ میں یہ عادت ڈالو کہ وہ کہنا مان لے پھر بے شک بچپن کی شرارت بھی آئے تو کوئی ڈر نہیں‘‘۔ شرارتوں کو برداشت کر لیں مگر جھوٹ کو برداشت نہ کریں۔ جس وقت بھی روکا جائے گا باز آ جائے گا اور اصلاح ہو جائے گی۔ فرماتی ہیں کہ اگر ایک بار تم نے کہنا ماننے کی پختہ عادت ڈال دی تو پھر ہمیشہ اصلاح کی امید ہے۔ یہی آپ نے ہم لوگوں کو سکھا رکھا تھا اور کبھی ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ ہم والدین کی عدم موجودگی کی حالت میں ان کے منشاء کے خلاف کر سکتے ہیں۔

حضرت اماں جان ہمیشہ فرماتی تھیں کہ ’’میرے بچے جھوٹ نہیں بولتے‘‘ اور یہی اعتبار تھا جو ہم کو جھوٹ سے بچاتا ’’بلکہ اور زیادہ متنفر کرتا تھا۔‘‘ میں نے بھی یہ نسخہ اپنی بچیوں کے اوپر استعمال کر کے دیکھا ہے اور بہت زیادہ ان کو بچپن سے جھوٹ سے نفرت کی عادت ڈالی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے میری بچیوں میں بچپن سے ہی جھوٹ سے نفرت پیدا کر دی ہے اور کبھی وہ جھوٹ نہیں بولتیں۔ کم از کم میرے علم میں نہیں ہے۔

حضرت اماں جان کا سختی کرنا حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو یاد نہیں۔ کہتی ہیں میرے علم میں تو کبھی آپ نے ایسی سختی نہیں کی۔ لیکن آپ کا ایک رعب تھا۔ وہ رعب ہم پر طاری رہتا تھا اور اس رعب کے تابع ہم اصلاح کی کوشش کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود حضرت اماں جان کی بہت قدر کرتے تھے اس کے نتیجہ میں بچوں میں بھی آپ کی بے حد قدر تھی۔

حضرت اماں جان کے متعلق پانچواں اصول یہ بیان کرتی ہیں کہ ’’پہلے بچے کی تربیت پر اپنا پورا زور لگاؤ دوسرے ان کا نمونہ دیکھ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔‘‘

(الفضل لندن 14 ستمبر 2001ء صفحہ 13)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر / امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نکاح

مکرم بشارت احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم ملک حبیب اللہ صاحب آف زیورخ سوئٹزرلینڈ کی بیٹی مکرمہ سبین ملک صاحبہ ساکن سمبڑیال ضلع سیالکوٹ کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرم محمد کاظم صاحب ولد مکرم محمود خان صاحب آف جھنگ محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے بیت المبارک ربوہ میں مورخہ 10 مارچ 2013ء کو مبلغ اڑھائی لاکھ روپے حق مہر پر کیا۔ دلہن مکرم ملک عنایت اللہ صاحب آف سمبڑیال کی پوتی اور مکرم ملک خورشید احمد صاحب آف گنج مغل پورہ لاہور کی نواسی ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور دونوں خاندانوں اور جماعت کیلئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم حکیم منور احمد عزیز صاحب دارالفتوح شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری بہو مکرمہ آنسہ قمر صاحبہ اہلیہ مکرم مبارک احمد فلک صاحب کو چیسٹ میں رسولی کی تکلیف تھی۔ جس کی وجہ سے مورخہ 5 مئی 2013ء کو زبیدہ بانی فضل عمر ہسپتال ربوہ میں آپریشن ہوا۔ احباب سے آپریشن کی کامیابی اور پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم محمد افضل طاہر سابق صدر ملیر کینٹ کراچی تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ محترمہ نصیرہ طاہر صاحبہ مورخہ 15۔ اپریل 2013ء ساڑھے پانچ سال کی طویل علالت کے بعد بعمر 65 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ آپ مکرم چوہدری عبداللطیف اوورسیر صاحب مرحوم کی بڑی بیٹی اور مکرم چوہدری نور احمد صاحب کی بڑی بہو تھیں۔ ملیر کینٹ کراچی میں مکرم سید محمود شاہ صاحب نے 16۔ اپریل کو ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ موصیہ تھیں۔ تدفین کے لئے آپ کو ربوہ لے جایا گیا۔ 17۔ اپریل کو بیت المبارک ربوہ میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے بعد از نماز عصر نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ بیماری کا لمبا عرصہ صبر اور حوصلے کے ساتھ اور خدا تعالیٰ سے ہمیشہ پر امید رہتے ہوئے بیماری اور علاج کی تکالیف کو سہتی رہیں اور دعاؤں پر زور دیتی تھیں۔ ساری زندگی ایک وفا شعار، خدمت گزار اور محبت کرنے والی بیوی کی طرح میرا ساتھ دیا۔ اپنے ساس سُسر اور تمام رشتہ داروں کی بھی بہت خدمت کی۔ آپ خدمت خلق کے جذبے سے سرشار رہتی تھیں۔ چندے باقاعدگی سے اور وقت پہ ادا کرتیں، صدقہ بہت زیادہ کیا کرتیں، نمازوں میں باقاعدہ، تلاوت باقاعدگی سے اور باآواز بلند کیا کرتیں، اور بچوں کو بھی ہمیشہ پنج وقت نمازوں کی طرف توجہ کی تلقین کرتی تھیں۔ میری اہلیہ نے ایک لمبا عرصہ سیکرٹری مال، سیکرٹری خدمت خلق، سیکرٹری ناصرات اور صدر لجنہ ملیر کینٹ کراچی کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ ایک لمبا عرصہ ہمارا گھر نماز سینٹر بھی رہا۔ مرحومہ ہر ایک سے بے انتہا پیار کرنے والی سب کی ہمدرد اور شفیق خاتون تھیں۔ اپنے سب بچوں کو خود قرآن پاک پڑھایا۔ اور اُن کی پڑھائی پر خود توجہ دی۔ اپنے پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کے لئے اُن کا نمونہ خاص اہمیت رکھتا تھا۔ آپ نے دو بیٹے مکرم محمد اکبر نور صاحب قازقستان، مکرم محمد رؤف نور صاحب لندن، تین بیٹیاں مکرمہ عطیہ عاطف صاحبہ صدر لجنہ ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر، مکرمہ عطیۃ النور صاحبہ جرمنی اور مکرمہ حبۃ الجمیل صاحبہ لاہور سوگوار چھوڑی ہیں۔ ہمارا ایک نواسہ اور تین نواسیاں وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔ وقف نو بچوں کی تربیت پر آپ خصوصی توجہ دیتی تھیں۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اہلیہ کے ساتھ بہت ہی پیار والا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو اس مشکل وقت میں صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ (آمین)

سیمینار الفضل

(پیروچک ضلع سیالکوٹ)

مکرم شمیم احمد نیر صاحب مربی سلسلہ پیروچک ضلع سیالکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ پیروچک ضلع سیالکوٹ کو مورخہ 11۔ اپریل 2013ء کو بیت الذکر پیروچک ضلع سیالکوٹ میں روزنامہ الفضل کی صد سالہ تقاریب کے سلسلہ میں سیمینار منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ سیمینار کا آغاز بعد نماز عشاء تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ الفضل پر ایک نظم کے بعد مکرم محمد اسلم ڈوگر صاحب نے الفضل کی تعداد بڑھانے کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا اقتباس پیش کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے الفضل کی اہمیت وافادیت کے متعلق تقریر کی اور ساتھ جائزہ پیش کیا۔ محترم صدر جماعت عبدالخالق ڈوگر صاحب نے ابتدائی قربانی کرنے والے اور ہماری ذمہ داریاں کے موضوع پر تقریر کی اور دعا کروائی۔ احباب جماعت کو الفضل لگوانے کی تحریک گھر گھر رابطہ کر کے کی گئی۔ جس کی وجہ سے الحمد للہ 5 الفضل جاری کروانے کے وعدے ہوئے۔ اس پروگرام کی حاضری 65 افراد تھی۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سیمینار کے نیک نتائج ظاہر کرے۔ آمین

ملیریا سے بچاؤ

آج کل عام طور پر ہسپتال میں ملیریا کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ملیریا سے بچاؤ کیلئے درج ذیل امور کی طرف خصوصی توجہ ہونی چاہئے۔ اس سلسلہ میں احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ

☆ گھروں کے باہر کیاریوں اور اردگرد کے ماحول میں سپرے کروائیں۔

☆ دروازوں اور کھڑکیوں پر جالی لگوائیں۔ اگر جالی لگی ہوئی ہے تو انہیں بند رکھیں۔

☆ خصوصاً رات کے اوقات میں Repellant میٹس اور جیلی ٹائپ رنگ وغیرہ استعمال کریں۔

☆ گھروں کی چھتوں اور صحن میں سونے کی صورت میں مچھر دانی کا استعمال کریں۔

☆ گھروں کے باہر پانی کھڑا نہ ہونے دیں۔ ڈسٹ بن اوپر سے ڈھکے ہونے چاہئیں اور ان کو فوری طور پر خالی کر دیا جائے۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

عطیہ خون خدمت خلق ہے

گیمبیا میں قرآن کریم کی نمائش

مکرم مبارک احمد طاہر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے جماعت احمدیہ گیمبیا کو مورخہ 2 تا 18 فروری 2013ء ایک خوبصورت قرآن نمائش منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ نمائش گیمبیا کے چھٹے انٹرنیشنل ٹریڈ فیئر کے موقعہ پر لگائی گئی جو گیمبیا چیمبر آف کامرس اور انڈسٹری نے ترتیب دیا تھا۔ افریقہ کے 10 اور ایشین ممالک کے درجن کے قریب بزنس آرگنائزیشنز نے اس تجارتی میلہ میں حصہ لیا۔

اس ٹریڈ فیئر کا افتتاح وزیر صنعت و تجارت جناب Mr.Kebba S.Touray نے کیا اور جماعت احمدیہ کے سٹال پر بھی تشریف لائے۔ موصوف جماعت احمدیہ کی اس کاوش سے بہت متاثر ہوئے۔ اپنی مادری زبان (WOLOF) میں قرآن مجید کا تحفہ حاصل کیا۔ اور اس موقع پر Visitor's Book میں اپنے تاثرات بھی درج کئے۔

نمائش کے آغاز میں محترم نیشنل سیکرٹری اشاعت جو اس نمائش کے چیف آرگنائزر ہیں کا انٹرویو انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کیا گیا۔ اس میں انہوں نے نمائش کا تعارف کروایا اور لوگوں کو نمائش دیکھنے کی دعوت دی۔ یہ سٹال ایک اہم جگہ پر منعقد کیا گیا۔ اس 17 روزہ نمائش میں ہزاروں لوگوں نے جماعت کی قرآن کریم کی 70 زبانوں میں تراجم کی کاوش کو سراہا۔

محترمہ Dr.Isatou Njie Saidy وائس پریذیڈنٹ آف گیمبیا نے بھی نمائش دیکھی اور جماعت احمدیہ کی گراں قدر خدمات کو سراہا۔ ان کو بھی ان کی مادری زبان (FULA) میں قرآن کریم کا ترجمہ اور دیگر جماعتی لٹریچر بطور تحفہ دیا گیا۔ زائرین نے نہ صرف بڑے انہماک سے نمائش دیکھی بلکہ انگلش کے علاوہ مقامی زبانوں (Mandinka,Wolof,fula) وغیرہ میں تراجم قرآن خرید کر بھی لے گئے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس نمائش کو قبول فرمائے اور جماعت کی کوششوں کو باثمر کرے۔ آمین

☆..........☆..........☆

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

8 مئی 2013ء

4:00 am	سوال وجواب
6:20 am	جلسہ سالانہ یوکے 22 جولائی 2011ء
9:50 am	لقاء مع العرب 2 مئی 1996ء
11:50 am	جلسہ سالانہ یوکے 24 جولائی 2011ء
2:15 pm	سوال وجواب 25 فروری 1996ء
6:00 pm	خطبہ جمعہ 27 جولائی 2007ء
7:55 pm	دینی وفقہی مسائل
11:25 pm	جلسہ سالانہ یوکے 24 جولائی 2011ء

درخواست دعا

مکرم مرتضٰی احمد صاحب لقمان ہیئر فیشن کالج روڈ ربوہ لکھتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ بلقیس بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالمجید صاحب کارکن وقف جدید ربوہ کے دل کا بائی پاس مورخہ 11 مئی 2013ء کو طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں متوقع ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے نیز آپریشن کے بعد کی جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

عجائبات عالم

احمد آباد کے جھولتے مینار

(مکرم عطاء النور صاحب)

احمد آباد شہر ممبئی (بھارت) سے تقریباً 275 میل شمال میں دریائے سابرمتی کے کنارے واقع ہے۔ 1411ء میں احمد شاہ اوّل (شاہ گجرات) نے اس شہر کی بنیاد رکھی۔ 1572ء میں اکبر کے قبضے میں آیا اور تقریباً ایک صدی مغلوں کے ماتحت رہا۔

یہ جھولتے مینار اپنی انوکھی تعمیر کے حوالے سے ویسے تو کسی عجوبہ سے کم نہیں مگر نہ جانے کیوں انہیں وہ اہمیت نہیں دی گئی جو کہ انہیں اپنی اس خاص اور نامعلوم بناوٹ کی وجہ سے ملنی چاہئے تھی۔ یہ مینار دراصل سیّدی بشیر مسجد (سیّدی بشیر، سلطان احمد شاہ کا غلام تھا اس مسجد کے بارے میں قطعی علم نہیں کہ آیا یہ مسجد سیّدی بشیر سلطان نے بنائی ہے یا ملک سارنگ نے جو سلطان محمد بیگرا کے عہد میں ایک رئیس تھا) کے مینارے ہیں اس مسجد کی تعمیر 1452ء میں ہوئی۔ جنہیں سب سے اوپر والے حصّہ سے اگر معمولی سی حرکت ملی تو یہ جھولنے لگ جاتے ہیں۔ ان دو میناروں میں سے ایک مینار کو ایک انگریز نے اس کے جھولنے کے عمل کو معلوم کرنے کے لئے توڑ دیا تھا۔ مگر اس راز کو وہ پھر بھی معلوم نہ کر سکا۔ ہر مینار کی تین منزلیں ہیں جو انتہائی متوازن اور عمدہ طرز تعمیر کا شاہکار ہیں۔ ایک اور حیران کن بات یہ ہے کہ اگر ایک مینار کو حرکت ملے تو دوسرا مینار بھی خودبخود حرکت میں آجاتا ہے۔ یہ مینار واقعتاً ان مسلمان آرکیٹیکٹس کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

درخواست دعا

مکرم شیخ نبیل احمد صاحب رحمٰن کالونی ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ میرے والد مکرم شیخ داؤد احمد صاحب ابن مکرم شیخ محمود احمد صاحب شیخ کلاتھ ہاؤس ربوہ گزشتہ چار روز سے ہیضہ کے باعث بیمار ہیں اور اس وقت I.C.U فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ حالت کافی پریشان کن ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ والد صاحب کو شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

دورہ نمائندہ مینیجر الفضل

مکرم محمد احمد مظفر علوی صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت اور بقایاجات کی وصولی کیلئے دورہ پر ہیں تمام عہدیداران و احباب جماعت سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

ربوہ میں طلوع وغروب 8 مئی

طلوع فجر	3:48
طلوع آفتاب	5:15
زوال آفتاب	12:05
غروب آفتاب	6:55

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء

احمد ڈینٹل کلینک

ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد، طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

لان ہی لان

اٹھوال فیبرکس

گل احمد لان، عجوہ لان 4-3 پیس۔ فردوس لان 4-3 پیس، اتحاد کرسٹل 4-3 پیس اور توکل ڈیزائنر کی بوتیک ہی بوتیک۔ سٹالر کی زبردست ورائٹی چیلنج ریٹ کے ساتھ

ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ: 0333-7231544

طالب دعا: الطاف احمد

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

NASEEM JEWELLERS

23K/22K JEWELLERY SUPPLIERS

پروپرائٹر: میاں وسیم احمد

اقصیٰ روڈ ربوہ

فون دکان 6212837

Mob:03007700369

سیال موبل آئل سنٹر اینڈ سپیئر پارٹس

ورکشاپ کی سہولت۔ گاڑی کرایہ پر لینے کی سہولت

نزد پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ

عزیز اللہ سیال

047-6214971

0301-7967126

FR-10

نقالوں سے ہوشیار

Since 1888

سعید غنی

ہربل خوشبوؤں کا مرکز

سعید غنی کی تمام ہربل مصنوعات وعطریات

صرف اور صرف لاہور چوڑی محل اینڈ جیولری سنٹر سے ہی خریدیں

خالص الکحل سے پاک 100%

خالص عربیک عطریات

اب صرف ربوہ میں

خالص جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ سائیڈ ایفیکٹ سے پاک ہربل مصنوعات مغزیات آئل اور شیمپو، گنجے پن کو دور کر کے نئے بال اُگائے بالوں کو گرنے سے اور سفید ہونے سے روکے خشکی سے 100% مکمل نجات۔ مضبوط صحت منداور چمکدار بال

صندل سے بنی مصنوعات، صندل صابن اور صابن اپنی منفرد خوشبو کے ساتھ صندل وائٹننگ کریم جس کا مسلسل استعمال آپ کو دے گوری رنگت اور دلفریب جاذبیت

پتہ: النور مارکیٹ نزد یوٹیلیٹی سٹور ریلوے روڈ ربوہ

پروپرائٹر: مبشر احمد

0333-6546889

DEUTSCHE SPRACH SCHULE

INSTITUTE OF GERMAN LANGUAGE

جرمن زبان سیکھئے

12 مئی سے نئی کلاس کا آغاز۔ داخلہ جاری ہے

GOETHE کا کورس اور ٹیسٹ کی مکمل تیاری کروائی جاتی ہے۔ رابطہ: عمران احمد ناصر

مکان نمبر 51/17 دار الرحمت وسطی ربوہ 0334-6361138

BETA® PIPES

042-5880151-5757238

Best Broast

کی جانب سے احباب کی خدمت میں صبح کا ناشتہ حلوہ پوڑی کے ساتھ پیش ہے۔

فیملی کے لئے بہترین انتظام کے ساتھ

اقصیٰ روڈ بالمقابل بیت البلال ربوہ

فون نمبر: 0343-7672112

CENTRE FOR CHRONIC DISEASES

FINE & THE BEST F.B.

ٹیومرز، دل، گردے، مثانے، سانس، مرگی، بچوں کی قبض، دمہ، چڑچڑاپن۔ ایام کی خرابیاں اور دیگر امراض کیلئے اعتماد کے ساتھ تشریف لائیں۔

ہمارے ہاں تمام زنانہ، بچگانہ، مردانہ بیماریوں کا تسلی بخش علاج کیا جاتا ہے

کلینک کے اوقات صبح 10: تا 1 بجے دوپہر عصر تا عشاء

زیرنگرانی سکواڈرن لیڈر (ر) عبدالباسط ہومیوفزیشن

047-6005688,0300-7705078

پتہ: طارق مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

نوٹ: یہاں صرف نسخہ تجویز کیا جاتا ہے